© rasailojaraid.com

ناموسِ رسالت اور مقامِ نبوت کا تقاضا

قرآن مجید میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بیان کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا: ''اے پروردگار! ان لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو اپنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے، اور (ان کے دلوں کو) پاک صاف کیا کرے۔ بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔'' (البقرۃ:۱۲۹)

چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر خدائی پیغام کو حکمت و دانائی سے لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ قرآن مجید میں مزید آیا ہے: ''(اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش مندی اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔'' (النحل:۱۲۵)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کے جواب میں جہاں راست باز انسانوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر دل و جان سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کی متاعِ عزیز قرار دیا، وہاں سننے والوں میں بعض ایسے بھی بدبخت تھے جنہوں نے نہ صرف اس دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ اس دعوت کے بارے میں انتہائی معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ حتیٰ کہ اُنہوں نے اپنی 'ذاتی وجاہت' اور 'قومی عزت' کے دفاع میں میدانِ جنگ میں بھی اُترنے سے گریز نہیں کیا۔ مثلاً آپ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اہلِ مکّہ کے سردار اپنے پیرووں کے ساتھ بدر اور احد کے میدان میں اُترے۔ اور آں حضرت (علیہ السلام) کو تکلیف بھی اُٹھانا پڑی، لیکن آپ نے ان کے لیے دُعا کی کہ خدایا! انہیں ہدایت دے، وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جب سنہ ۸ ہجری میں آپ مکہ مکرمہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے، تو کل کے سخت جان دشمن ایک شکست خوردہ جماعت کی حیثیت سے آپ کے سامنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آئے تو آپ نے ان سے فرمایا، ''بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔'' ''آپ ہمارے بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔'' ''تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں''، آپ نے جواب میں فرمایا۔

جب اہلِ مکہ خرابیٔ بسیار کے بعد مسلمان ہوئے، پھر بھی بعض لوگ اپنی نادانی سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تکلیف کا باعث بنتے رہے، جس پر قرآن مجید نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا، جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو دُکھ پہنچائے تھے۔ قرآن نے مزید فرمایا: ''تم آنحضرتؐ کے لیے باعثِ آزار نہ بنو اور نہ ہی ان کی ازواجِ مطہرات سے نکاح کرو۔'' (احزاب:۵۳) آنحضرتؐ کے عفو و کرم کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے مزید فرمایا: ''اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ آپ ان کو معاف کر دیں اور (اُن کے لیے) (خدا سے) مغفرت مانگیں اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کریں۔'' (آلِ عمران:۱۵۹)

الغرض جن لوگوں نے اپنی نادانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ آپ کی عزت پر بہتان باندھا، جس کا ذکر سورۂ نور میں آیا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے اپنے چند نادان ساتھیوں کے ساتھ مل کر طوفانِ بدتمیزی اُٹھایا، جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے یارِ غارؓ کو سخت ذہنی کوفت سے گزرنا پڑا، اور سورۂ نور میں اس ٹولے کی بدزبانی کو جھوٹ اور افترا قرار دیا گیا... اس نازک وقت میں بھی آپؐ نے نابکار لوگوں سے تعرّض نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے اپنی نادانی سے آپ کے کسی کام پر اول فول بکا، اور آپ کے ساتھیوں نے اسے سزا دینا چاہی، تو آپ نے انہیں روک دیا۔ جنگِ حنین کے موقع پر آپؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک بدو نے انتہائی غیر شریفانہ رویّہ اختیار کرتے ہوئے کہا، ''اِعدل یا محمد!'' (اے محمدؐ! انصاف کیجیے۔) بعض صحابۂ کرامؓ اس پر رنجیدہ ہوئے۔ لیکن آپ نے اس گستاخِ رسول کو سزا دینے سے روک دیا۔

القصہ، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ حسنِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاشرت اور حسنِ اخلاق سے برتاؤ کیا اور ان کی نادانیوں پر انتہائی صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے انہیں معاف فرمادیا۔ اس طریق سے اپنے ماننے والوں کے سامنے اپنے اسوۂ حسنہ کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی۔

صحیح بات ہے کہ اگر اس دُنیا میں انسان اور شیطان کی باہمی جنگ ختم ہو جائے اور بدی کے تعاقب میں نیکی کی طاقتیں اپنی روش کو چھوڑ دیں، تو پھر یہ دُنیا وہ دُنیا نہیں رہے گی، جہاں پر بدی کی طاقتوں کو شکست دینا انسانی زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے۔

چنانچہ اگر آج انسانی سوسائٹی کا کوئی فرد یا افراد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرضی کارٹون بنا کر اہلِ نظر کو فریب دے سکتے ہیں تو یہ اُن کی بھول ہے۔ افسوس! اُنہوں نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ عہدِ حاضر میں جب کبھی بدی نے کسی معاشرے میں سر اُٹھایا اور انسانی جماعت کی مایہ ناز تاریخی ہستیوں کے اُجلے دامن کو داغ دار کرنے کی جسارت کی، تو اُنہیں ہمیشہ منہ کی کھانا پڑی۔

ہمیں نہایت ہی افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ڈنمارک کے جس غیر ذمہ دار صحافی نے گزشتہ ستمبر ۲۰۰۵ء میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے متعلق کارٹون شائع کیے ہیں، اور آزادیٔ صحافت یا آزادیٔ رائے کے نام پر کرۂ ارض پر بسنے والی انسانی آبادی کی ایک بہت بڑی جماعت کے جذبات کو مجروح کیا ہے، جو نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو محسنِ انسانیت قرار دیتی ہے بلکہ ان کی تعلیمات کو انسانی تاریخ کے تمام پیغمبروںؑ کی — حضرت نوحؑ ہوں یا حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ ہوں یا حضرت مسیحؑ (علیہم الصلوٰت) دعوت قرار دیتی ہے اور ان تمام انبیاء کو ماننا اپنے ایمان کا حصہ۔ کرۂ ارض پر اتنی بڑی جماعت کے جذبات کو مجروح کرنا اور وہ بھی آزادیٔ رائے کے نام سے، آزادیٔ رائے کا مذاق اُڑانا ہے۔

ڈنمارک کے اس اخبار نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کارٹون شائع کر کے مغربی صحافت کی صحت مند روایات کو توڑا ہے۔ لیکن خود مشرق میں یا ہمارے ملک کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض مذہبی جماعتوں نے اس غیر اخلاقی کردار کے خلاف جو قدم اُٹھایا ہے، اس کی تائید کرنا بھی مشکل ہے۔ اس لیے جس طرح رسالت کا انکار یا اس کا مذاق اُڑانا ایک مکروہ کام ہے، اسی طرح سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے ان رسوائے زمانہ کارٹونوں کی آڑ میں مذہبی جذبات سے کھیلنا بھی ایک ناپسندیدہ روش ہے۔ چنانچہ لاہور اور اسلام آباد میں 'بڑے جوش و خروش' سے مظاہروں کا اہتمام کیا گیا۔ برصغیر کی بدترین روایات کے مطابق ان مظاہروں میں بھی توڑ پھوڑ کی گئی۔ لاہور میں بہت سی کاروں اور موٹر سکوٹرز کو آگ لگا دی گئی، جس کا پولیس نے سختی سے نوٹس لیا۔ اور پنجاب حکومت نے موٹر سکوٹرز کے مالکوں کو معاوضہ دے کر ایک اچھا قدم اُٹھایا۔

یہ مظاہرے ناموسِ رسالتؐ کے نام پر ڈینش اخبار کے خلاف نکالے گئے، لیکن ان کو 'مؤثر' بنانے کے لیے اپنے ہی گھر کو آگ لگائی گئی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ برصغیر کی تاریخ نے ہمیں بتایا ہے کہ جب کبھی سیاسی طور پر اجتماعی مظاہروں کا انتظام کیا گیا تو توڑ پھوڑ کا بازار گرم ہوا۔ ۱۹۲۳ء میں چوراچاری (بہار) کے مقام پر ان مظاہروں میں دو سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا گیا، جس پر مہاتما گاندھی نے پوری تحریک کو بند کر دیا۔ یہی کچھ ہم نے ۱۹۷۷ء میں پاکستان میں دیکھا کہ طالع آزما سیاست نے اس وقت کی منتخب حکومت کے خلاف مظاہرے کیے اور 'نظامِ مصطفیٰ' کے نام سے .P.N.A نے ان مظاہروں کا اہتمام کیا۔ لیکن اہلِ پاکستان نے دیکھا کہ ان مظاہروں کا سہارا لے کر جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء لگا دیا۔ گویا ایک فوجی حکومت کے قیام کو 'نظامِ مصطفیٰ' کی تعبیر قرار دیا گیا۔ بے شبہ ایک منتخب حکومت کے خلاف پرامن سیاسی مظاہروں پر قدغن نہیں، لیکن سیاسی مقاصد کے لیے 'ناموسِ رسالت' کے مقدس نام پر سیاسی مظاہرے اور توڑ پھوڑ کرنا یقیناً ناموسِ رسالت کے تقدس اور وقار کو مجروح کرنا ہے۔ ہر کام کو اس کے صحیح تناظر ہی میں دیکھا جائے تو اچھا ہے۔ 'فهل من مدّكر'

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town Lahore
Phone. 5866476-5866396

© rasailojaraid.com